# یورپ اور قرآن

از جناب ڈاکٹر خالد شیلڈرک صاحب (لندن)

(مترجمہ مولوی عزیز احمد صاحب بی۔ اے)

مجلس تحریک ترجمہ قرآن مجید ممالک غیر محروسہ سرکار عالی کے ماہانہ اجلاس (مؤرخہ ۱۷ شعبان ۱۳۵۱ھ) منعقدہ "سیف گلشن" دولتکدہ نواب سیف نواز جنگ بہادر سلطان الملک صدر مجلس مذکور کی اس تقریر کا ترجمہ ہے جو الحاج جناب نواب فخر یار جنگ بہادر معتمد فینانس کی صدارت میں جناب مولانا ڈاکٹر خالد شیلڈرک پریسیڈنٹ ویسٹرن اسلامک اسوسی ایشن (لندن) نے بزبان انگریزی معززین تعلیم یافتہ کے سامنے کی۔ تقریر یا اصل انگریزی پمفلٹ کی شکل میں الگ سے شائع ہو چکی ہے تاہم ضرورت تھی کہ اردو کا جامہ بھی پہنا دیا جائے تاکہ خصوصیت کے ساتھ تقریر کے ان ہر دو حصہ کی ایک مرتبہ پھر تکرار ہو جائے جس میں غیر مسلموں کے ترجمہ کی لائی ہوئی آفت اور خاص کسی مسلم کے ترجمہ قرآن کی جلدیں بطور امداد کے یورپ میں پہنچانے کی تجویز پر غور کرنے اور اس میں شریک ہونے کا ناظرین "ترجمان القرآن" کو بھی موقع مل سکے۔

مجھے اپنے اسلامی بھائی مولانا ڈاکٹر خالد شیلڈرک صاحب کی تجویز سے پوری ہمدردی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب موصوف کے ذریعہ سے قرآن مقدس کی مجلدات بکثرت یورپ میں پہنچ جائیں۔ (مترجم)

## جنابِ صدر اور برادران!

آپ نے مجھے یہ درخواست کرکے عزت بخشی ہے کہ میں بحیثیت ایک مغربی باشندے کے قرآنِ پاک کے متعلق اپنے خیالات آپ کے سامنے پیش کروں۔ میں نے اس مقدس کتاب کے متعلق سنہ ۱۹۰۲ء اور سنہ ۱۹۱۳ء میں مسٹر سیل کے ترجمے سے کچھ معلومات حاصل کیں لیکن مجھے اس سلسلے میں سب سے پہلے کہہ دینا چاہیے کہ جب میں نے صاحبِ مذکور کا لکھا ہوا طولانی دیباچہ پڑھا تو پہلی سورہ کی تلاوت سے پہلے ہی اصل متن سے کچھ نفرت سی پیدا ہو گئی کیونکہ دیباچہ میں اس مقدس کتاب کو کچھ تو انجیل کی نقالی اور کچھ عرب کی نقالی روایتوں کا مجموعہ بنا کر پیش کیا گیا تھا۔ سیل کے بیان کے مطابق قرآن عربی ادب کی ایک معیار کی کتاب کی شکل میں پیش

کی ہوئی چیز ہے جس کی معاشرتی اور مذہبی نقطۂ نظر سے کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔ سیل صاحب نے متن کی بہت سی غلطیاں بتلانے کی کوشش کی ہے اور پیغمبروں کے متعلق عموماً اور حضرت عیسیٰؑ کے متعلق خصوصاً پراگندہ اور نامکمل چٹکلے بھی بیان کئے ہیں۔

بہرحال میں نے متن کا مطالعہ شروع کیا اور پہلی ہی سورۃ کے پڑھنے سے مجھ پر ایک کشف کا عالم طاری ہوگیا۔ میں اظہار خیال کی پاکیزگی سے بے انتہا متاثر ہوا اور اس عظیم الشان دعا کے ساتھ جسے اب میں اپنی روزانہ نمازیں دہرایا کرتا ہوں اپنی ذات کو بالکل ہم آہنگ پایا۔ اس کے بعد جب دوسری سورہ پر پہنچا تو مجھے محسوس ہونے لگا کہ میں نے اس کی ابتدائی چند آیتوں سے اسلام کی روح پر ادراک حاصل کرلیا ہے عمل اور ایمان میرے خیال میں سورہ بقرہ کی ابتدائی آیتوں کا صحیح مفہوم ہیں۔ پھر میں ایک ایسی آیت پر پہنچا جس سے صاف طور پر ظاہر ہوا کہ اسلام اور صرف اسلام ——— ہی ایسا مذہب ہے جو دنیا میں خلق بات اخوت اور ہمدردی کی نشر و اشاعت کا حامل ہے اور جو دوسرے مذاہب سے تعارض نہیں کرتا۔ پھر میں نے یہ آیت پڑھی۔ ان الذین آمنوا والذین ھادوا والنصری والصابئین من آمن باللہ والیوم الآخر وعمل صالحاً فلھم اجرھم عند ربھم ولاخوف علیھم ولاھم یحزنون۔ اس سے مجھے واضح طور پر معلوم ہوگیا کہ اسلام میں خدا کا تصور کسی ایسے ایک قبیلہ کے چھوٹے دیوتا کا نہیں ہے جو ایک مختصر سے گروہ کے لئے جسے وہ اپنے معتقدین کا گروہ سمجھتا ہو، لڑتا جھگڑتا نہیں ہے۔ بلکہ اسلام کا خدا عامۃ الناس کا خدا ہے جو بحیثیت مجموعی سب کا خالق بھی ہے اور ان کا رازق بھی۔ اس سے پہلے قرآن کریم کی پہلی سورۃ کا جملہ رب العلمین یاد آگیا جس کے معنے تمام عالموں کا پیدا کرنے والے اور پالنے والے کے ہیں۔ گویا اسلام بحیثیت ایک فطری مذہب کے ہمارے اس مختصر سے سیارے زمین تک ہی محدود نہیں ہے۔ بلکہ وہ ان تمام مخلوق کا پیدا کرنے والا اور نگہبانی کرنے والا ہے جو ان بے شمار ستاروں میں موجود ہیں جو ہمارے نظام شمسی کے علاوہ جملہ معلوم نامعلوم نظام ہائے شمسی کے اطراف گردش کر رہے ہیں۔ اور در اصل یہی اس عقل کامل اس عظیم صناع اس ذات لامتناہی کا صحیح

مفہوم ہے جو تمام خلا و ملا پر محیط اور حاوی ہے۔ اور صرف یہی الفاظ اس خدائے بزرگ و برتر کو سمجھنے کا صحیح نقطۂ نظر پیش کرنے کے لئے کافی ہیں۔

اس کے بعد میں نے پڑھا "وللہ المشرق والمغرب فاینما تولوا فثم وجہ اللہ" جس میں حق نقطہ سمجھایا گیا ہے کہ فاصلہ، وقت، مقام اور قوم کی تعریفیں بے حقیقت ہیں اور یہ کہ صفات خداوندی ہر سمت کو گھیرے ہوئے ہیں۔ ان امور کے ساتھ ساتھ مجھ کو ایک ایسی عملی شکل کی بھی ضرورت تھی جو صحیح روحانی عبادت کی ہدایت کی جس سے مسلمانوں کا آفتاب پرست یا بت پرست فرقوں کی طرح بننا ناممکن ہو جاتا ہے وہ آیت یہ ہے۔ وحیث ما کنتم فولوا وجوھکم شطرہ۔ اس آیت شریف کے پڑھنے کے بعد میری آنکھوں کے سامنے ان لوگوں کا ایک نقشہ کھنچ گیا جو شمال و جنوب اور مشرق و مغرب ہر چہار سمت سے ایک مرکز کی جانب اپنا رخ کئے ہوئے ایک عظیم الشان حلقہ بنائے ہوئے ہیں اور ان لوگوں کے لئے جو ایک غیر مرئی ہستی کی عبادت اور تخیل کے متحدہ اظہار کی قوت کو سمجھ سکتے ہیں نیکی کے اس زبردست حلقہ کو مکمل کر دیا گیا ہے۔ نیز آیت ۱۷۷ میں یہ نظر آیا کہ اگرچہ ہمارے لئے بعض مقررہ احکام کی تعمیل ضروری ہے مگر نہیں چاہئے کہ اپنی عبادت کو بے جان اور بے معنی اشاروں یا اقوال کی پست صورت ہونے دیں جیسا کہ ارشاد ہوا لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر من اتقیٰ۔ ظاہر ہے کہ ہمیں اس ایک آیت میں خالق اور مخلوق دونوں کی خدمت کرنے کی تاکید کی گئی ہے اس لئے کہ ایمان بغیر عمل بے کار کہا جا رہا ہے۔ مجھے اس موقع پر محسوس ہوا کہ اسلام روحانی اور اخلاقی ہر دو نقطہ ہائے نظر سے ہر مرد اور ہر عورت کی رہنمائی صراطِ مستقیم پر کرنے کی پوری صلاحیت رکھتا ہے یا یہ مجھے سیل، میور اور دیگر یورپی مؤلفین کی نیتوں میں شبہ ہونے لگا

میں نے قرآن مجید کی چند آیتوں کا ترجمہ اس کتاب میں پڑھا جو مسیحی معلومات کی نشر و اشاعت کی مجلس کی جانب سے شائع ہوئی تھی اور جس کا نام قرآن تھا۔ میں نے یہ دیکھا کہ اس ترجمہ میں ایک پیشہ ور مبلغ اور پادری نے سیل کی مکاریوں کا اعادہ کیا ہے۔ چنانچہ اب میرے لئے یہ ضروری ہو گیا تھا کہ میں نہایت

احتیاط کے ساتھ ترجمہ کا مطالعہ کروں۔ اس لئے کہ میرا دل اس مقدس کتاب سے ایک تہ رکنے والے جذبے کے تحت متاثر ہو رہا تھا۔ آگے چل کر میری نظر پڑی کہ موجودہ تمدن کی دو بدترین لعنتیں یعنی شراب اور قماربازی اس عظیم الشان کتاب میں قطعی طور پر ممنوع قرار دی گئی ہیں۔ اس بارے میں اس کے احکام دوسری جملہ مذہبی کتابوں کے متضاد احکام کے برخلاف بالکل واضح اور بین ہیں۔ مجھے ہر اس موقع پر قرآن پاک کے اس تفوق کا احساس ہونے لگا جو اسے اپنے پیشتر صحائف آسمانی پر حاصل ہے۔ اس لئے کہ مسلمانوں میں ان نوں کے تنزل اور تخریب کے دو بدترین ذرائع معدوم کر دیئے گئے ہیں۔

یہاں میرا یہ مقصد نہیں ہے کہ اس مختصر سی تقریر میں ہر آیت اور ہر سورہ کے متعلق اظہار خیال کروں بلکہ میں صرف قرآن شریف کی ان خوبیوں کا تذکرہ کرونگا جن سے میں بے حد متاثر ہوا۔ اس وقت تک میں نے مسلمانوں کی لکھی ہوئی ایک کتاب بھی نہیں دیکھی تھی اور نہ ہی کسی مسلمان سے ملاقات یا مراسلت کی تھی۔ میں دائرہ اسلام میں نصرانی تصانیف کے توسط سے اس توفیق کی وجہ سے داخل ہوا جو خدا نے مجھ میں ودیعت کی تھی نیز یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ میں اس زمانہ میں تن تنہا تھا۔ ضلالت کی قومیں مجھے گھیرے ہوئی تھیں میرا ایسا کوئی دوست یا رہنما نہ تھا جو مجھے صحیح راستہ بتلاتا یا میرے مطالعہ میں حوصلہ افزائی کرتا۔

اس کے بعد میں نے آیت الکرسی کی تلاوت کی جس میں خدا تعالیٰ کی اعلیٰ اور پاکیزہ ترین تصور نظر آئی۔ یہ کہنے میں مبالغہ نہیں ہو سکتا کہ مطالعہ قرآن کے ابتدائی درجہ میں ہی مجھے یہ محسوس ہونے لگا کہ حقیقت یہی وہ کتاب ہے جس کی مجھے تلاش تھی۔ ایک مغربی باشندے کے دل پر آیت الکرسی کے الفاظ یقینی اور طاقتور آواز کے ساتھ اپنا اثر کرتے ہیں۔ اور اس ایک آیت میں ایک اوسط فہم کے آدمی کے لئے بھی خدا کے تصور کا وہ خلاصہ موجود ہے جسے ہر فرد سمجھ سکتا ہے۔ اور اس کے لفظ کے پردے میں وہ روحانی رشد و ہدایت موجود ہے جس سے اہل بصیرت صبر و سکون اور روحانی ترقی حاصل کر سکتے ہیں۔

آیت الکرسی کے بعد ہی ایک اور آیت ہے جس میں تحمل اور رواداری کا اعلیٰ حکم موجود ہے جو

آج تک کسی مذہب کی جانب سے انسانیت کو عطا نہیں کیا گیا یعنی لا اکراہ فی الدین۔ کائنات میں کوئی ایسی شریعت موجود نہیں ہے جو کسی ایسی کتاب پر فخر کر سکے جس میں ضمیر کی اس قدر مکمل آزادی کا اعلان موجود ہو اور میرے خیال میں صرف اسی ایک آیت نے ہر زمانے میں کروڑوں انسانی جانوں کو بچایا ہے مسلمانوں پر یہ لازم گردانا گیا ہے کہ وہ تبلیغ کریں اور ان لوگوں کے ساتھ تحمل اور رواداری کا برتاؤ کریں جو ان سے اختلاف کرتے ہیں! اقتدار کے باوجود انہیں یہ نہیں چاہیے کہ کسی پر بجبر اسلام کو ٹھونسیں اور میری نظر میں صرف یہی ایک واقعہ کہ آج ہم ایک ایسی ریاست میں ہیں جس کا فرمانروا ایک مسلمان ہے اور اس کے باوجود اس کی رعایا کی اکثریت غیر مسلموں کی ہے جو ہمارے مذہب کی حیرت انگیز قوت رواداری کا بہترین ثبوت ہے میں نے گولکنڈہ کا قلعہ بھی دیکھا ہے جس میں ہندوؤں کا مندر موجود ہے۔ پھر صدر اعظم بہادر کو ہی لیجئے جو اسلام کے پیرو نہیں ہیں جن سے مجھے متعدد مرتبہ گفتگو کر کے مسرت حاصل ہوئی اور جنہیں ہر شخص عزت و احترام کی نظر سے دیکھتا ہے میں بغیر کسی مزید تفصیل کے اس عظیم الشان ریاست حیدرآباد کے خاص خاص واقعات پر ہی اکتفا کرتا ہوں جہاں پہنچکر میں بے حد خوش و خرم ہوں اور جس کی عنان حکومت ایک روشن خیال اور پرہیزگار فرمانروا کے ہاتھ میں ہے اور جس نے مجھے کچھ عرصہ قبل قصر شاہی میں شرف حکم بخش کر میری بے حد عزت افزائی فرمائی جو کہ متذکرہ آیت کا زندہ نمونہ ہیں اور کہ ان کا ابر کرم بلا تفریق مذہب و ملت ان کی جملہ رعایا پر سایہ فگن ہے۔ کاش آج دنیا میں ان کے جیسے اور فرمانروا بھی ہوتے تو مجھے یقین ہے کہ اس صورت میں یہ کائنات زیادہ حیرت انگیز سکون کی جگہ ہوتی۔

حضرات! آپ اس امر کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مجھ جیسے مبتدی کے لئے اسلام کی حقانیت سمجھنے میں کن کن دشوار گزار منزلوں سے گزرنا ہوا ہوگا۔ مجھے اسلام پر بذات خود غور کرنا پڑا اور اس راستہ میں قدم کو ٹھیر ٹھیر کر اٹھانا پڑا۔ اس لئے کہ جن تصانیف نے میری رہبری کی ان میں اسلام کے خلاف کوٹ کوٹ کر مواد بھرا ہوا تھا ان میں بالخصوص ایک ایسے شخص کا ترجمہ بھی تھا جس نے اپنی تمام کوششیں اس امر پر صرف کر دی تھیں

اس کے قارئین کے دل متن کے مطالعہ کے قبل ہی اس کے خلاف نفرت کے جذبات سے لبریز ہو جائیں۔

حضرات! آپ یہ باور فرما لیجئے کہ میں نے بہت قبل یہ امر تسلیم کر لیا تھا کہ قرآنِ پاک ہی وہ مکمل اور صحیح مقدس کتاب ہے جس کی مجھے تلاش تھی لیکن اس کے بعد سے ہی کلامِ ربانی کا بہتر ادراک کے ساتھ مطالعہ شروع کیا اور ہر مرتبہ اس کی نئی نئی خوبیوں سے حیرت زدہ ہو گیا ہوں اور جواہرات مجھ پہ ہر روز آشکار ہوتی رہتی ہیں۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ کسی عمارت میں برقی روشنی کی ایک لہر دوڑا دی جائے جو منزل بمنزل اس کو منور کرتی جاتی ہے اور جیسے جیسے ہم اپنے ادراک میں ترقی کرتے جاتے ہیں ہماری آنکھوں کے سامنے نئے نئے خزانے کا انکشاف ہوتا جاتا ہے۔ قرآن شریف کے مطالعہ میں میری بالکل یہی کیفیت آج تک ہے۔

قرآن مقدس کے متعلق جو ہم مسلمانوں کے سینوں میں محفوظ ہے اور جس میں ہماری رہنمائی کے لئے ہدایت ربانی موجود ہے ایسی ہزاروں کتابیں لکھی جا چکی ہیں جن میں مجھ سے بہتر انشاپردازوں نے اس صداقت سے لبریز الہامی کتاب کی لاکھوں اور کروڑوں خوبیوں اور عظمتوں پر خامہ فرسائی کی ہے میں ان مشہور اور معروف مسلمان اہلِ علم اصحاب کے بیان کردہ نکات اور تفسیر کی برابری کا وہم نہیں کر سکتا میں تو صرف ایک ایسے ناچیز طالبِ علم کی حیثیت سے خیالات کو پیش کر سکتا ہوں جس نے اپنی پرآشوب زندگی میں احکام ربانی کو سمجھنے کی رفتہ رفتہ کوشش کی ہو۔

اب میں آپ کے سامنے اپنی مقدس کتاب کے متعلق مغربی نقطۂ نظر کو پیش کرنا چاہتا ہوں میں اس سے قبل سیل کے ترجمہ کا ذکر کر چکا ہوں اس کے علاوہ پادری راڈویل کا ترجمہ بھی ہے جس کا اسلوب بیان زیادہ تر شاعرانہ ہے لیکن سورتوں کو اس عجیب و غریب طریقہ سے ترتیب دیا گیا ہے کہ ہر طالب علم اسے دیکھ کر حیرت زدہ ہو جاتا ہے۔ راڈویل کا دعویٰ ہے کہ اس نے اپنے ترجمہ میں سورتوں کی ترتیب ان کے نزول کے اعتبار سے کی ہے اس ترجمہ کے نئے ایڈیشن میں عربی زبان کے مشہور پروفیسر مارگولیتھ کی لکھی ہوئی ایک تمہید بھی شائع ہوئی ہے جو اگرچہ سیل کے دیباچہ کی طرح طولانی تو نہیں ہے لیکن قرآن مجید کے خلاف تعصب سے لبریز ہے ایک

زمانہ بہت ایڈیشن کافی مقبول تھا لیکن اب شاذ و نادر ہی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ پامر کے ترجمہ کا نسخہ ایک اوسط درجے کے طالب العلم کیلئے بہت قیمتی تھا لیکن اس کو دوسری مرتبہ شائع کیا گیا ہے اور اب اسکی قیمت دو روپیہ فی جلد ہے۔ یہ نسخہ اکثر آجکل دکانوں میں نظر آتا ہے۔ باایں ہمہ یہ حقیقت نظر انداز نہیں کی جا سکتی کہ اس کو بھی ترجمہ میں اطمینان بخش نہیں ہے کیونکہ مترجم نے قرآن پاک کو ایک ایسی عربی کتاب تصور کیا ہے جو ایک نیم مذہبی نقطہ نظر سے لکھی گئی ہو اور جسے انجیل سے کمتر سمجھا جاتا ہے۔ انکے علاوہ مرزا ابو الفضل الہ آبادی کا ترجمہ ہے جو انگلستان میں دستیاب نہیں ہے۔ دوسرا مولانا محمد علی لاہوری کا ترجمہ ہے جسکو انگلستان میں اکثر مسلمان استعمال کرتے ہیں۔ آخر الذکر ترجمہ اور ایڈیشنوں کی اشاعت انجمن احمدیہ لاہور اور دفتر اشاعت مسجد ووکنگ کی جانب سے ہوئی ہے۔ اس ترجمہ کے ایک ایڈیشن میں جو زیادہ قیمتی ہے ترجمہ کیساتھ عربی متن بھی موجود ہے اور ایک دوسرے چھوٹے ایڈیشن میں صرف انگریزی ترجمہ و نوٹس چھپے ہیں۔ ان حالات کے تحت یہ امر نہایت ضروری تھا کہ ایک ایسا ترجمہ شائع ہو جو نہ صرف مسلمانوں کو بلکہ انگریزی بولنے والے ممالک کے باشندوں کو بھی مطمئن کر سکے اور وہ ایک ایسے شخص کا نتیجہ ہو جو اہل مغرب کی نظروں میں بھی ایک مشہور ادیب کی حیثیت رکھتا ہو اور جو خود بھی ایک ممتاز مسلمان ہو۔ یہ اسلامی تخیل کے نیچے سے لفظی ترجمہ "بہت ہی تکلیف دہ" ہے اسلئے عربی متن کے مطالب کی باریکیوں کو بعینہٖ منتقل کرنا ناممکن نظر آتا ہے اور اس الہام ربانی کو بھی جسکا حامل قرآن پاک کا ہر لفظ ہے کسی دوسری زبان میں پیش کرنا بھی انسانی طاقت سے باہر ہے۔ ایک ایسے شخص نے جسکا مشرق و مغرب دونوں میں احترام کیا جاتا ہے اور جسکی متعدد تصانیف ہر شخص کے مطالعہ میں ہیں جو بلا تشبیہ زمانہ موجودہ کے عربی کے بہترین عالم مستند اور ادیب مانا جاتا ہے اور جو خود مسلمان بھی ہے اور جسکی بنا پر ہمارے مقدس کتاب کے معانی کو احترام و صحیح جذبہ کیساتھ پیش کرنے کی قابلیت رکھتا ہے سالہا سال کی محنت و عرق ریزی کے بعد یہ ترجمہ شائع کیا ہے جسنے انگریزی زبان میں معیاری حیثیت حاصل کر لیا ہے۔ حضرات! ان حقائق کے پیش نظر مسٹر پکتھال جیسی شخصیت سے متعارف کرانے کی ضرورت نہیں کیونکہ آپ خود انسے اچھی طرح واقف ہیں جبکہ موصوف کی تالیف "قرآن عظیم کے معنی" ایک ایسے زمانہ میں شائع ہوئی ہے جب اسکی شدید ضرورت تھی۔ اس ترجمہ کی اشاعت عالم میں تعریف و توصیف کیگئی ہے۔ شکر کا مقام ہے کہ آخر کار ہماری مقدس کتاب کا انگریزی زبان میں ایک ایسا ترجمہ موجود ہو گیا جسکو ہم اعتماد کیساتھ دوست اور دشمن ہر شخص کو پڑھنے کیلئے دے سکتے ہیں۔ ہمیں اب تشریح کی بالکل ضرورت نہیں ہے کہ علاّمہ مترجم نے متن کی شکل بگاڑ دی یا ایسی مختلف قسم کی غلطیاں کر دی ہیں اور بدیں وجہ اس ترجمہ کو معاندانہ تنقید کی روشنی میں بھی پڑھا جا سکتا ہے۔ الغرض مسٹر پکتھال نے ایک ایسی تالیف مرتب کی ہے جو موجودہ زمانہ کی ضروریات کو بخوبی پورا کرتی ہے اور جو مغرب کا قرآن مجید کے مطالعہ کیلئے ایک محرک ثابت ہوئی ہے۔ اس سلسلے میں مجھے ایک تجویز پیش کرنے کی اجازت ہو تو میں عرض کرونگا کہ میرے خیال میں مسلمانوں کو اس تالیف کے متعدد نسخے خریدنا چاہئیں تاکہ مغرب کے جملہ انگریزی بولنے والے ممالک کے کتب خانوں میں طالب العلموں کے استفادہ کیلئے وہ دستیاب ہو سکیں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ممکن ہو جائیگا کہ قدیم ترجموں کی جگہ یہ تازہ ترین ترجمہ لیگا

فصیح و بلیغ اور بے عیب انگریزی میں شائع ہوا ہے اور جس سے قرآن مجید کے معلومات کی توسیع میں بہت مدد ملیگی۔ یہ پیش کردہ ترجمہ اہل علم کے لئے دلچسپی کا باعث ہوگی
کہ اس سال ماہ [illegible] میں مجلس کے حاکم نے مجھ سے قرآن شریف کے ترجمہ کے نسخے ان مسلمانوں کے استعمال کیلئے طلب کئے جو ان کے یہاں قید تھے چنانچہ یہ نسخے روانہ کردیئے گئے اور انکے
رسائی میں حاکم مذکور اور [illegible] کی طرف سے [illegible] وصول ہوئی۔ اب میں ایک ایسی چیز کا ذکر کرتا ہوں جس کی ضرورت محسوس
کیجاتی ہے۔ برطانیہ عظمی میں اس وقت تقریباً [illegible] مسلمان آباد ہیں جو جزائر برطانیہ کے اکثر حصوں میں مقیم ہیں اور ان میں مختلف گروہ ہیں ہر فرد اکثر و بیشتر ملکر
اور حتی المقدور انکی مدد کرکے مسرت حاصل کرتا ہوں۔ اسکے یہ معنی ہیں کہ مجھے مسلسل سفر کرنا پڑتا ہے اور سینکڑوں میلوں کی مسافت چند مہینوں میں طے کرنی پڑتی ہے۔ اس دوران
میں مسلمان مردوں اور عورتوں کی تعلیم کیلئے قرآن شریف کے ایک مستند ترجمہ کی مجھے بڑی ضرورت محسوس ہوئی کیونکہ آجکل کی زندگی کی شدید کشمکش نے لوگوں کیلئے مطالعہ میں وقت صرف کرنا ناممکن کردیا
ہے جسکے باعث ہمارا ایک بہت ہی اہم مسئلہ سے سابقہ ہوگیا ہے۔ لوگ عربی زبان کی پوری طرح تعلیم نہیں پاسکتے۔ وہ عربی پڑھ سکتے ہیں اور جب تک اسکے مطالب و معانی کو
نہ سمجھ سکیں [illegible] اب سوائے قرآن شریف کے انگریزی ترجمہ کے نسخوں کے [illegible] لوگوں کے پڑھنے اور بچوں کی تعلیم کیلئے ضروری ہے۔ انگریزی [illegible] قرآن مجید کے
نسخوں کی کمی تھی اور مسلمانوں کے دیگر فرقوں کے متعلق انگریزی [illegible] مسلسل مطالعہ کیا جاتا ہے [illegible] اپنی حقیقت کے مطابق [illegible] کی کوشش کی
لیکن ان [illegible] نقائص [illegible] جارہے ہیں۔ [illegible] کی اشاعت سے [illegible] اور دیگر مقامات میں قائم ہیں اس قسم کے
مسلسل [illegible] ہوتے تھے [illegible] اور مجھے امید ہے کہ خدا [illegible] پیدا کرے گا جس میں [illegible] سکونگا۔ [illegible] فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ صرف اہل علم اور
مسلم ہی [illegible] صحیح ترجمہ [illegible] لوگوں کو [illegible] ایک صحیح اور [illegible]
میں [illegible] کہ ہم [illegible] یقیناً [illegible] جبکہ تمام [illegible] اسلام کی برادری میں داخل ہوں [illegible]
[illegible] کی تکمیل کرینگے اور [illegible] اسلام [illegible] آج سخت ضرورت ہے [illegible] دینی و دنیوی فلاح کا خیال رکھنا چاہئے اور [illegible]
کے [illegible] درست [illegible] کہ وہ [illegible] کبھی [illegible] مشکلات [illegible] کتاب [illegible] پیش کیا [illegible] اور ہمارے [illegible]
[illegible] اخبار [illegible] سینما [illegible] ہماری [illegible] اور [illegible] کام [illegible] لوگوں کی
[illegible] کشمکش [illegible] اور [illegible] معاملات [illegible] معیشت [illegible] آج [illegible] ایک [illegible]
محسوس کر [illegible] وقت [illegible] لوگوں [illegible] محبت [illegible] ہوں کہ [illegible] سمجھے
[illegible] اسلام [illegible] صحیح [illegible] قرآن مجید مسلمانوں کا [illegible] شک نہیں کہ جب ہم [illegible] لوگوں کے سامنے
[illegible]